باغ فدک کا تاریخی تجزیہ

□ محمد کاظم یزدانی٭٭

مقدمہ:

اس مقالہ میں مسئلہ فدک کو اہل سنت و اہل تشیع کے معتبر کتب اور تاریخ کے مستند کتابوں کی روشنی میں تاریخی لحاظ سے تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فدک کو فدک اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سرزمین کو فدک بن حام نے آباد کیا تھا۔قال الزجاجی: سمیت بفدک بن حام و کان اول من نزلها (۱) چونکہ سب سے پہلے فدک بن حام اس جگہ آکر ٹھرا اور اس نے اس جگہ کو آباد کیا اس لئے اس کا نام فدک پڑ گیا۔ فدک خیبر کے نزدیک ایک خوبصورت بستی جو آب و ہوا کے اعتبار سے سرسبز و شاداب اور قابل دید تھی، اس کی زمین زرخیز تھی، پہاڑون کا سینہ چیر کر پھوٹنے والے چشموں نے اسے کچھ زیادہ ہی حیات بخش بنا دیا تھا، جھرنوں نے پیدا ہونے والی آوازیں کسی خاص راز کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ اسی وجہ سے فدک کی سرسبز و شادابی پورے علاقے میں مشہور تھی، مدینہ سے اسکا فاصلہ ۱۴۰ کلومیٹر تھا اور خیبر سے ایک منزل کے فاصلے پر واقع تھا، اس وقت یہ حجاز کے علاقوں میں یہودیوں کا مرکز شمار ہوتا تھا۔ فدک حجاز میں ایک بستی تھی جو مدینہ سے دو یا تین روز کی مسافت پر واقع تھی، اس میں چشموں کی روانی اور کھجوروں کی فراوانی تھی۔ یہ وہی فدک ہے جس کے متعلق جناب فاطمہ زہرا (س) نے ابو بکر سے فرمایا تھا کہ یہ فدک میرے باپ کی خاص ملکیت ہے جسے انہوں نے اپنی زندگی میں عطا کر دیا تھا اور اس پر ابو بکر نے شہزادی سے گواہ طلب کئے تھے۔ (۲)

فدک کے حدود

مذکورہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ کو فدک پر فتحیابی عطا کرنے کے بعد حکم دیا کی اس کو اپنے قرابتداروں کو دیں۔ رسول خدا ﷺ نے دریافت کیا کہ قربتدار کون ہیں؟ حکم ہوا کہ فدک فاطمہؑ کو دیدیا جائے، لہٰذا رسول نے فدک فاطمہؑ کو عطا کر دیا جس کی حدود اربعہ اس طرح ہیں کہ اس کی ایک حد جبل احد، دوسری حد عریش مصر اور اس کی تیسری و چوتھی حد سیف البحر اور دومتہ الجندل ہے، اور یہ سب وہ علاقہ ہے جس پر نہ گھوڑے دوڑائے گئے اور نہ جنگ وجدال ہوئی۔(۳)

فدک کی آمدنی:

باغ فدک کی سالانہ درآمد ۲۴ دینار، اور ایک دوسری روایت کے مطابق ستر دینار تھی۔ (۴) جناب فاطمہ فدک کی تمام درآمد راہ خدا میں خرچ کر دیا کرتیں اور بنی ہاشم کے فقراء کو دیدیا کرتی تھیں۔ قطب راوندی لکھتے ہیں: پیغمبر اسلام ﷺ نے سرزمین فدک کو سالانہ مبلغ ۲۴۰۰۰ دینار میں اجارہ پر دیا۔ ابو داود کہتے ہیں جس وقت عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوا تو اس وقت اسکی درآمد ۴۰۰۰۰ دینار تھی۔قال ابوداؤ دولی عمر ابن عبد العزیز الخلیفہ و غلتہ اربعون الف دینار (۵)فقو مو ا ارض فدک و نخلھافا خذھا عمرو دفع الیھم قیمۃ النصف الذی لھم وکان مبلغ ذالک خمسین الف درھم (٦) عمر ابن عبد العزیز نے جب فدک اپنے قبضہ میں لیا اور یہودیوں سے آدھے حصے کی قیمت کا حساب وکتاب کیا گیا تو ان کے آدھے حصے کی قیمت ۵۰۰۰۰ درھم ہوئی۔

فدک کے ذریعہ لشکر کے اخراجات کی تامین

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ لشکر کے اخراجات کم نہیں ہوتے، فدک کی درآمد سے اس کے اخراجات پورا کرنا فدک کی مالی اہمیت کو واضح کرتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ عمر ابن خطاب، اس

وقت ابوبکر کر برس پڑے جس وقت انہوں نے جناب فاطمہ (س) کو فدک واپس دینے کے لئے دستاویز لکھ دی تھی اور گھبرائے ہوئے حالت میں کہا: اگر تم فدک فاطمہ کو واپس کر دیتے تو پھر لشکر اور فوج کی اخراجات کہاں سے پورا کروگے؟ عمر بن خطاب حضرت ابوبکر پر غصہ ہوئے اور کہا کہ اگر فدک فاطمہ (س) کو واپس کر دیتے تو فوج اور دشمن کی دفاع پر کہاں سے خرچ کروگے جبکہ پورا عرب ان سے برسرپیکار ہے؟(۷) ظاہرا یہاں پر لفظ عرب کنایہ کے طور پر استعمال کیا ہے درحقیقت اس سے مراد حضرت علیؑ اور ان کے پیروکار ہیں۔

بالآخر عمر بن خطاب نے، جناب فاطمہ زہرا (س) سے وہ دستاویز جو بابت فدک تحریر کی گئی تھی، لے کر پھاڑ ڈالی، تاریخی نقطہ نظر سے یہ بھی ثابت ہے کہ فدک کی درآمد کوئی معمولی درآمد نہیں تھی بلکہ پورے عرب سے ٹکر لینے کے لئے اسکی درآمد پر انحصار کیا جارہا تھا اور فقط اتنا ہی نہیں تھا کہ اس درآمد سے گھر کے چند افراد باعزت اور خوشحال طریقہ سے زندگی گزار سکے بلکہ اسکی درآمد اکثر بے سہاروں کا سہارا تھی۔ ارباب حکومت جانتے تھے کہ اگر فدک فاطمہ (س) کے قبضے میں رہا اور وہ اس کو اپنے چاہنے والوں پر خرچ کرتی رہیں تو موجودہ حکومت کے مخالفین کی طاقت روزبروز بڑھتی رہے گی اور موقع پاکر حکومت سے ٹکر لینے پر تل جائیں گے۔

فدک رسول خدا ﷺ کی خالص ملکیت:

قرآن مجید میں خداوند متعال کے فصیح و بلیغ کلام کے ذریعے واضح ہے کہ فدک رسول خدا ﷺ کی خاص الخاص ملکیت ہے۔ دیگر مسلمانوں کا حق قرار دے دیں تو اس آیۃ کریمہ کی سراسر مخالفت ہو جائے گی۔ قرآن مجید پارہ نمبر ۲۸ سورہ حشر میں اللہ فرماتا ہے۔

وما افاءاللہ علی رسولہ فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسولہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر۔ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوایا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالی (کی عادت ہے) کہ اپنے رسولوں کو

جس پر چاہے (خاص طور پر) مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالی کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔[1] قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیہ مبارکہ کی روح سے فدک اور دیگر اموال فئے اللہ نے اپنی قدرت سے اپنے رسول کو دلوائے تھے اور مسلمانوں کو فرمادیا کہ : تم اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ، تاکہ فدک اور دیگر اموال فئے کو عوام کا مال نہ سمجھا جائے اور مسلمان عوام فدک وغیرہ پر اپنا حق جتلانے سے باز رہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فدک رسول خدا کا ذاتی مملوک تھا۔ اس امر کا مزید ثبوت حسب ذیل کتب اہل سنت والجماعت میں ذکر ہیں۔[2]

☆ہبہ نامہ فدک:

اگر باب فدک رسول کا ذاتی مال نہ ہوتا اور عوام کا مال ہوتا ہو حضرت رسول خدا فدک حضرت زہراؑ کو ہر گز ہبہ نہ فرماتے لیکن معصوم رسول نے حضرت فاطمہ کو فدک ہبہ فرمادیا تھا اور وثیقہ ہبہ سیدہ فاطمہؑ کو دے دیا تھا لہٰذا ثابت ہوا کہ فدک رسول کا مملوکہ ذاتی تھا۔ ہبہ اور وثیقہ ہبہ کا ثبوت حسب ذیل اہل سنت و الجماعت میں موجود ہیں۔[3]
حضرت فاطمہؑ فدک پر اپنا حق ثابت کرنے کیئے رسول کا دیا ہوا وثیقہ ہبہ دیکھایا تھا اور حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت ام کلثوم بنت علیؑ اور حضرت ام ایمن نے یہ شہادت دی کہ واقیعی ہبہ کا یہ وثیقہ رسول نے دیا تھا اور باغ فدک ہبہ کیا تھا۔ لیکن ان ہستیوں کی شہادت اور

---

[1] ترجمہ : اشرف علی تھانوی

[2] صحیح بخاری، کتاب المغازی باب : الخمس اور باب المیراث۔ سیرت ابن ہشام : مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ مصر سنہ ۱۳۵۵ جز الثالث ص : ۳۶۸۔ وفاء الوفا باخبار دار المصطفے علامہ نورالدین سمہودی شافعی مطبوعہ مصر ص : ۱۵۹ آخری سطر اور ص : ۳۵۵ سطر تا ۷۔ فتوح البلدان علامہ ، بلاذری مطبوعہ لیڈن فرانس رمع فرانسیسی ترجمہ ، باب ۵، ص ۲۹ اور ۳۰۔ تاریخ طبری مطبوعہ مصر الجزء الثالث ص ۹۵۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر الجزء الثانی ص ۸۵ سطر ۳۔

[3]۔ تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر، تفسیر سورہ بنی اسرائیل آیہ مبارکہ (وآتی ذالقربہ حقہ) کی تفسیر میں باسناد صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری۔ صواعق محرقہ امام ابن حجر مکیؒ مطبوعہ مصر، باب ۱۵، ص ۲۱، تا ۲۲۔ شرح مواقف مطبوعہ نولکشور ص ۷۳۵۔ فتاوی عزیزی مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۴۳۔ روضہ الصفاء مطبوعہ بمبئی جلد ۲، ص ۱۳۵ سطر ۱۹ تا ۲۲

وثیقہ رسول کو رد کر دیا گیا۔[۴]

جس وقت وہاں فدک نے یہ سنا کہ خیبر فتح ہو چکا ہے اور اہل اسلام کا روخ ہماری طرف ہے تو ان لوگوں نے خوف کی وجہ سے مصالحت کر لی۔ لہٰذا فدک رسول ﷺ کی خالص ملکیت ہوئی چونکہ اس میں مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے یعنی جنگ نہیں کی، اور مسلمان متفق ہیں کہ ایسے ہی مال کو فئے سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن بعض نے فدک نہ دینے سے متعلق یہ بہانہ تراشی کی کہ مال فئے مال مسلمین ہیں لہٰذا جناب فاطمہ زہراؑ کی تنہا ملکیت نہیں ہیں۔ تفسیر کشاف میں آیت (وما افاءاللہ علی رسولہ فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسولہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر) کی تفسیر میں بھی اس طرح لکھا ہے: جعل لہ فیئا خالصۃ یعنی فدک رسول ﷺ کی خاص ملکیت ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس بات کو مولوی شبلی تک نے قبول کر کیا کہ فدک جناب رسول اسلام ﷺ کی خالص اور نجی ملکیت ہے۔ چونکہ حضرت عمر کی بات کو ٹالنا ان کے بس کی بات نہ تھی لہٰذا وہ اپنی کتاب (الفاروق) میں تحریر کرتے ہیں:

عراق اور شام کی فتح کے وقت حضرت عمر ابن الخطاب نے تقریر کی اور اس میں قرآن کی اس آیت (ما افاءاللہ علی رسولہ من اہل القری فللّٰہ۔۔۔) سے استدلال کرکے یہ واضح کر دیا کہ مفتوحہ جگہیں کسی کی خاص ملکیت نہیں بلکہ یہ مقامات ایک عام وقف کی حیثیت رکھتے ہیں، البتہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلی والی آیت جو ہے اس سے فدک وغیرہ آنحضرت ﷺ کی خاص ملکیت ہونا ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عمر اس کی یہی معنی قرار دیتے تھے۔ آیت یہ ہے: وما افاءاللہ علی رسولہ فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ

[۴] وفاء الوفاء سمہودی شافعی مطبوعہ مصر الجزء الثانی ب ۶، ص ۱۶۱۔

یسلط رسولہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر حضرت عمر نے اس آیت کو پڑھ کر کہا تھا۔ {فکانت خالصۃ لرسول اللہ} یعنی فدک صرف رسول اللہ ﷺ سے مخصوص تھا۔ (۸)اس واقعہ کو صحیح بخاری کے باب الخمس: المغازی، باب المیراث میں مفصل تحریر کیا ہے۔

☆اعطائے فدک:

شیعوں کا یہ دعوی کس حد تک صحیح ہے کہ فدک بطور ہبہ فاطمہؑ کی ملکیت ہے اور اس پر کیا ثبوت ہیں؟

رسول اسلام ﷺ کے بعد مجموعی طور پر تین طریقوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ فدک فاطمہ کی ملکیت ہے۔ ان تینوں طریقوں کو نقل کرنے اور ان کے ذریعہ فدک، فاطمہؑ کی ملکیت ثابت کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ جب ہم پہلے طریقے سے ثابت نہیں کر پائے تو دوسرا طریقہ اپنالیا بلکہ ان طریقوں کے تحریر وترسیم کا مقصد یہ ہے کہ ایک ہی نہیں بلکہ تین تین طریقوں سے دعوائے فدک ہو سکتا تھا اور کسی بھی ایک طریقہ سے فدک کو ثابت کیا جاسکتا ہے کہ وہ ملکیت فاطمہؑ ہے۔

۱۔ ہدیہ وعطیہ پیغمبر اسلام ﷺ رسول اسلام ﷺ نے فدک جناب فاطمہ زہراؑ کو ہبہ کیا تھا۔ قرآن وسنت سے یہ بات واضح ہے کہ فدک رسول اللہ ﷺ کی خالص ملکیت تھی اور آپ نے اسے آیت (وآت ذالقربٰی حقہ) کے نزول پر فاطمہ زہرا کو عطا کر دیا تھا۔ لہٰذا طبیعی طور پہ فدک آپ کا حق تھا بطور مثال چند حوالے ملاحظ کریں۔

مثلا: جبی سنی نے تحریر کیا ہے کہ جب فدک چھین لیا گیا تو دختر رسول ﷺ ابو بکر کے پاس گئی اور فرمایا: انّ فدک نحلۃ ابی اعطانیھا حال حیاتہ۔ فدک میرے باپ کا عطیہ ہے جسے انھوں نے اپنی زندگی میں میرے حوالے کر دیا تھا۔

ابو بکر نے اس حقیقت سے انکار کیا اور گواہ طلب کر ڈالے۔ جناب جو فاطمہؑ نے جس وقت یہ

دیکھا کہ خلیفہ مجھ سے آئین اسلام کے برخلاف گواہ طلب کر دیا ہے تو حضرت علیؑ کو ابو بکر کے پاس لے گئیں جب کے سامنے رسول اسلام ﷺ نے ہبہ نامہ تحریر کیا تھا حضرت امام علیؑ نے گواہی دی کہ فاطمہ زہراؑ صحیح کہتی ہیں کہ یہ ہبہ نامہ خود رسول خدا ﷺ نے تحریر کیا ہے۔ ابو بکر نے کہا: الرجل و امراۃ تستحّینھا ؟ کیا فدک واپس لینے کے لئے صرف ایک مرد اور ایک عورت کو گواہی قابل قبول ہے؟

اسی طرح دوسری جگہ پر نقل ہوا ہے کہ ابو بکر نے کہا: اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے گواہ لے کر آؤ انھوں نے ام ایمن کو بطور گواہ پیش کیا۔ ام ایمن نے کہا: اے ابو بکر میں اس وقت تک گواہی نہیں دونگی جب تک تم جناب رسول اسلام ﷺ کی اس حدیث پر کہ ام ایمن ایک جنتی خاتون ہے۔ اظہار نظر نہ کر دو ابو بکر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے بعد ام ایمن نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا نے رسول ﷺ پر وحی نازل کی فآت ذاالقربیٰ حقہ تو فدک رسول ﷺ نے فاطمہؑ کو بخش دیا۔

اس کے بعد امام علیؑ نے بھی اسی طرح کی گواہی دی اور ابو بکر نے فدک جناب فاطمہ زہراؑ کو واپس کرنے کے لئے حکم نامہ تحریر کر دیا ابھی آپؑ وہاں سے باہر نہیں آئی تھیں کہ عمر بن الخطاب آگئے اور پوچھا کہ یہ تحریر نامہ کیسا ہے ابو بکر نے مکمل حالات سے آگاہ کیا اور کہا: فدک کو واپس کر دیا ہے چونکہ رسول اکرم ﷺ فدک فاطمہ زہراؑ کے حوالہ کر گئے تھے جس پر ام ایمن اور حضرت علیؑ نے گواہی دی ہے عمر آگے بڑھے، تحریر نامہ لیا اور ابو بکر کے سامنے اسکی تحریر پر تھوکا اور پھاڑ دیا۔ ابو بکر نے کچھ نہیں کہا اور فاطمہ زہراؑ روتی ہوئی گھر واپس آگئیں۔ (۹) جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: تو میں میرے خط کو پھاڑ ڈالا خدا تیرے پیٹ کو چیر ڈالے۔ (۱۰)

☆اعطائے فدک پر تحریر رسول ﷺ:

اہل سنت کی معتبر کتابوں میں تحریر ہے: جبرئیل نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں

عرض کی: حکم خداوندی ہے کہا آپ ذوی القربی کا حق ان تک پہونچادیں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذوی القربی سے کون مراد حضرات ہیں اور حق سے کیا مراد؟

جبرئیل نے عرض کی: ذوی القربی سے مراد فاطمہ زہرا(س) ہیں اور حق سے مراد فدک ہے رسول اکرم ﷺ نے جناب فاطمہ زہرا (س) کو بلایا اور فدک دیکر تحریر بھی لکھدی۔یہ وہی تحریر تھی جسے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ نے ابوبکر کے سامنے پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ وہی تحریر ہے جس سے نبی ﷺ نے حسنینؑ اور میرے لئے تحریر کی ہے۔(۱۱) کتاب مقصد اقصیٰ میں درج ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؑ کو فدک کے طرف روانہ کیا اور حضرت علیؑ سے اہل فدک نے اس بات پر صلح کرلی کہ آپ کو قتل نہ کریں بلکہ ہم فدک کی زمین رسول ﷺ کے قبضہ میں دیدیتے ہیں پس جبرئیل امین خدا کی طرف سے نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالی فرماتا ہے: اپنے قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دے دو جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میرے وہ خاص قریبی رشتہ دار کون ہیں اور ان کا حق کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: وہ فاطمہ (س) ہیں پس فدک ان کو دے دو نیز خدا اور رسول خدا ﷺ کا فدک میں جو حصہ ہے اور ان کو عطیہ کے طور پر فدک عطا کردیا اور اس پر ایک وثیقہ تحریر کردیا، یہ وہی وثیقہ تھا جو رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد فاطمہ (س) ابوبکر کے پاس لائیں اور اسے دکھا کر کہا یہ تحریر رسول ﷺ ہے جو میرے اور حسن و حسینؑ کے حق میں ہے۔(۱۲)

۲۔ارث:

فاطمہ رسول ﷺ کی وارث تھیں۔اس لحاظ سے بھی فدک آپ کی ملکیت تھی۔طبرسی لکھتے ہیں: فاطمہ (س) ابوبکر کے پاس گئیں اور فرمایا: لم تمنعنی میراثی من ربی رسول الله؟واخرجت و کیلی من فدک و قد جعلھاالیؔ رسول الله با مر الله تعالی۔(۱۳) تم نے مجھے کیوں میری میراث سے محروم کردیا اور وکیلوں کو فدک سے بھگادیا درحالانکہ رسول

خداﷺ نے حکم خدا سے فدک میرے حوالہ کیا تھا۔اس عبارت سے بھی یہ بات واضح ہے کہ فاطمہ زہرا(س) نے فدک کا دعوائے، ہبہ اور عطیہ ہی کے عنوان سے کیا تھا اور ہبہ سے انکار کرنے پر بطور ثبوت میراث سے تعبیر کیا تھا کہ اگر تم ہبہ سے انکار کرتے ہو بطور میراث بھی میرا ہی حق ہے لہٰذا قائدہ ید، ہبہ اور میراث جیسے تین اہم طریقون سے ثابت ہے کہ فدک فاطمہ کی ملکیت تھا اور جناب فاطمہ(س) نے باری باری ان طریقون کو اپنایا۔
اگر فاطمہ کا مطالبہ حق و حقیقت پر مبنی تھا تو ابو بکر نے ”لانورث ماترکنا صدقۃ“ ابو بکر نے کہا! اسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے !ہم میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ”وقف“ ہوتا ہے، حضرات آل محمد تو صرف اس سے اپنے آذوقہ کے مطابق خرچ کر سکتے ہیں۔
(۱۴) اس حدیث میں ارث نہ چھوڑنے کا مسئلہ تمام انبیائے الٰہی سے منسوب کیا گیا ہےااور یہ امر صریح قرآن کے خلاف ہے کیونکہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ ”انبیاء ایک دوسرے کے وارث تھے۔

”وورث سلیمان داوٗد“ (۱۵)اور سلیمان اپنے والد داوٗد کے وارث ہوئے۔جناب زکریاؑ نے خداوند عالم سے زریت بعد اور نسل کا سوال کیا ہے تا کہ وہ ان کے وارث بن سکیں چونکہ انھوں نے خود کیا ہے۔

و انی خفت موالی من ورائی (۱۶) و الموالی ہم بنو عمہ فخاف منھم ان یتصرفو اموالہ و یصرفو ھا فی خلاف المشروع جناب زکریاؑ نے خدا سے دعا کی مجھے اولاد صالح عطا فرما، مجھے خوف ہے کہ کہیں میرے مال کے وارث میرے چچا کے لڑکے نہ ہو جائیں اور وہ اس مال کو خلاف شرح استعمال کریں۔اسی لئے فخر رازی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: ان المرد فی اموصعین ہوو راثۃ المال و ھذا قول ابن عباس و الحسن و ضحاک ولم ینقل کون المراد و راثۃ النبوہ الاعن ابی صالح۔۔ (۱۷)ارث مطلق سے مراد ارث المال ہے، ابن عباس، حسن

، ضحاک نے بھی یہ ہی کہا ہے۔ یہاں تک کہ ابی صالح کے علاوہ کسی نے وارث النبوۃ مراد نہیں لیا۔ پس اگر ابوبکر کے بات صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ نے واقعی فرمایا ہے کہ "لانورث ماترکنا صدقۃ" تو کیا آپ ﷺ نے (معاذاللہ) قرآن کے خلاف بات کی ہے؟

اگر کوئی شخص عدم معرفت کی بناپر پیغمبر اکرم ﷺ کو معصوم تسلیم نہ کرے اور یوں تصور کرے کہ آپ ﷺ معمولی امور یا تاریخی مسائل میں اشتباہ اور خطا کا ارتکاب کر سکتے ہیں، تو اس کا تصور ان امور میں ہوتا ہے جن کے سلسلے میں شرعی حکم صادر نہ ہوتا ہو جبکہ یہ کلام جس موضوع پر دلالت کرتا ہے وہ شرعی حکم کا متقاضی ہے۔ تو اس قسم کی خطاء رسول اللہ (ص) سے کیونکر صادر ہو سکتی ہے؟ کیا رسول اکرم (ص) نے خود نہیں فرمایا کہ: "جو بات (حدیث) قرآن کے خلاف ہو (جان لو کہ) وہ میں نے نہیں کہی ہے۔" اس کے باوجود کہ ابوبکر سے اس حدیث کا صدور یقینی ہے۔ (اور کوئی اس حقیقت کا انکار نہیں کرتا کہ یہ حدیث انھوں نے ہی رسول اکرم ﷺ سے منسوب کرکے استدلال کے طور پر سیدہ سلام اللہ علیہا کو سنائی ہے) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابوبکر نے قرآن مخالف کلام رسول اللہ ﷺ سے منسوب کیا ہے؟

فرض کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ سے ایسی بات منسوب کی جائی جو حقیقت اور قرآن کے خلاف ہو یا کوئی ایسا کلام ابوبکر سے منسوب کیا جائے جو کلام نبی ﷺ کے خلاف ہو تو ان دو باتوں میں سے کونسی بات بہتر ہے؟ ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ ام ہانی کہتی ہے: جناب فاطمہ نے ابوبکر سے کہا: جب تم مرؤگے تو تمہارا وارث کون ہوگا؟ اس نے جواب دیا میری اولاد اور اہل و عیال۔ آپ (س) نے فرمایا تو پھر تم کس طرح رسول اللہ ﷺ کے وارث بن بیٹھے۔ ابوبکر نے کہا: اے دختر رسول ﷺ آپ کے والد نے گھر، مال، سونا اور چاندی وراثت میں نہیں چھوڑا۔ جناب فاطمہ (س) نے کہا ہمارا وہ حقہ کا جو اللہ نے ہمارے لیے مقرر کیا ہے وہ سب کہاں گیا؟ ابوبکر نے کہا: میں نے رسول للہ ﷺ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ ایک طعمہ ہے کہ

جس کو خدا نے ہم اہلبیت کے لئے مخصوص کیا ہے جب میں مر جاؤں گا تو یہ مسلمانون کے لئے ہو جائیگا۔ (۱۸) سب سے بڑا اعتراض تو حضرت ابوبکر پر یہ ہوتا ہے کہ جب اس حدیث پر پورا پورا اعتماد تھا تو انہوں نے مرتے وقت یہ وصیت کیسے کر دی کہ مجھے حجرہ رسول ﷺ میں دفن کیا جائے اور اس سے مطلق اپنی بیٹی حضرت عائشہ سے اجازت لی۔

اگر مذکور حدیث "لانورث ما ترکنا صدقة" پر اعتماد ہوتا تو ہرگز اپنی بیٹی عائشہ سے اجازت نہ لیتے بلکہ اسی وصیت کو مسلمانون کے درمیان رکھتے اگر تمام مسلمان مل کر اس کی اجازت دے دیتے تب حجرہ رسول ﷺ میں دفن ہونے کی وصیت کرتے۔ اس لئے کہ حجرہ رسول ﷺ عائشہ کی ملکیت نہیں تھا بلکہ علماء اسلام کے قول کے مطابق تمام مسلمانون کا حق تھا۔ جبکہ عائشہ نے اس کی مالکیت کا دعوی کرکے اپنے والد یعنی ابوبکر کو اس گھر میں دفنایا۔۔۔!!!

اہل سنت کی نگاہ میں جناب فاطمہ (س) کا دعوائے ارث

اہل سنت کی متعدد کتابوں سے واضح اور روشن ہے کہ جناب فاطمہ (س) نے ارث کا دعوا کیا اور مد مقابل افراد نے بر خلاف قرآن فیصلہ دے کر آپ (س) کو اس حق سے محروم کر دیا۔[۵]

۳۔ اصل ید:

رسول اکرم ﷺ کے زمانہ حیات میں فدک کا جناب فاطمہ زہرا (س) کے قبضہ میں ہونا مسلّم ہے چونکہ آپ اس کے ذریعہ ہونے والی درآمد کو اپنے ارادہ واختیار سے خرچ کرتی تھیں اور اپنی طرف سے نمائندوں اور وکیلوں کو اس پر مقرر کرتی تھیں جن کو خلیفہ وقت میں ہٹانے کے بعد فدک کی سرزمین پر اپنے کارندے تعینات کرکے غاصبین فدک کا طلبی کرنا، رسول اسلام ﷺ کی اس حدیث "البينة على المدّعى و اليمين على من انكر" کے سراسر خلاف ہے اس

[۵] صحیح بخاری، کتاب الخمس، حدیث ۲۸۶۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، حدیث ۳۳۰۴۔ طبقات، ج ۲، ص ۸۶: محمد ابن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک الجزء الثالث ص ۲۲

لئے کہ دلیل وبرہان اور گواہ اس شخص کو قائم کرنے پڑتے ہیں جو موجودہ قضیہ کے برخلاف ادعا کرے اور جو شخص اس ادعا کو بے بنیاد قرار دے اور اس کا منکر ہو جائے تو اسے صرف قسم کھانی پڑتی ہے اس لحاظ سے جن لوگوں نے یہ ادعا کیا ہے کہ فدک فاطمہ کا حق نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کا حق ہے انہیں چاہئے تھا کہ پہلے دلیل وبرہان سے ثابت کرتے اور گواہوں کو پیش کرتے تب فدک جناب فاطمہ سے واپس لیتے نہ یہ کہ خود جناب فاطمہ سے گواہ طلبی کرکے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے چونکہ آپ (س) سے گواہ طلبی کرنا مذکورہ حدیث کی سراسر مخالفت ہے۔

☆تاریخ ردفدک:

عمر بن العزیز نے فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کیا۔ (۱۹) ابو عباس سفاح نے فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کیا۔ (۲۰)

مہدی ابن منصور نے فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کیا۔ کچھ زمانے تک اموال کا بعض حصہ مروان بن حکم کے قبضہ میں رہا۔ (۲۱)

اور ۹۹ ہجری تک فدک پر بنی امیہ اور بنی مروان ہی کا قبضہ رہا، ان کی حکومت ختم ہونے کے بعد جب عمر ابن عبد العزیز کی خلافت شروع ہوئی اور اس نے زمانہ خلافت کو مستحکم کر کیا تو سوچا کہ فدک مال پیغمبر اسلام ﷺ ہے لہٰذا حق حقدار تک پہنچنا چاہئے۔ جس کے لئے اس نے پہلے تو یہ تدبیر سوچی اور اس پر عمل بھی کیا کہ جس مقدار میں اس کو ضرورت ہوتی خود خرچ کرتا اور باقی درآمد کو فقراہ بنی ہاشم میں تقسیم کر دیتا تھا۔ اس نے یہ سب اس لئے کیا، چونکہ اس کو اس بات کی اطلاع تھی کہ وفات رسول ﷺ کے بعد آپ کے لخت جگر فاطمہ زہراؑ، ابو بکر کے پاس اپنا حق فدک لینے کے لئے گئیں تو اس نے انکار کر دیا تھا یہی سوچتے ہوئے عمر ابن عبد العزیز نے یہ ٹھان لیا کہ میں حق صاحب حق تک پہونچا کے رہوں گا اور اس پر عمل بھی کیا یعنی فدک علی ابن حسینؑ یا حسن ابن حسن بن علی ابن ابی طالبؑ

کو واپس کر دیا اور عمر ابن عبد العزیز کی اختتام خلافت سنہ ۱۰۱ ہجری تک فدک اولاد علیؑ اور فاطمہؑ کے قبضے میں رہا۔ (۲۲)

ایک دوسری روایت میں اس طرح نقل ہوا ہے: امام محمد باقرؑ نے بالخصوص فدک ہی سے متعلق عمر بن العزیز بن مروان سے گفتگو کی تو بالخصوص فدک ہی سے متعلق عمر بن عبد الزیز بن مروان سے گفتگو کی تو اس نے فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس دیدیا۔ (۲۳)
شہید باقر صدر، فدک فی التاریخ میں لکھتے ہیں: جس وقت عمر ابن عبد العزیز بن مروان بر سر حکوتم آیا تو اس نے فدک فرزندان فاطمہؑ کو واپس کر دیا۔ امالی میں ابن حزم سے مروی ہے: عمر ابن عند العزیز کے دل میں فدک کا خیال آگیا تو انھوں نے حاکم مدینہ ابو بکر کو لکھا کہ ۶ ہزار دینار اور مزید ۴ ہزار دینار کا غلہ مہیا کر کے بنی ہاشم میں اولاد حضرت فاطمہؑ کے درمیان تقسیم کر دو اس لئے کہ فدک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی ملکیت تھا اور بغیر کسی لشکر کشی و جنگ کے حاصل ہوا تھا لہٰذا آن حضور کے شرعی وارث ہی اس کے حقدار ہیں۔ (۲۴)

☆فدک کی واپسی کے سلسلہ میں امام محمد باقرؑ کی جد و جہد:

ہشام بن معاز سے منقول ہے: وہ کہتے ہیں کی جب عمر بن عبد العزیز ایک دن کے لیئے مدینے آئے، میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا انھوں نے حکم دیا کہ اس بات کی منادی کرائی جائے کہ اگر کسی پر کوئی ظلم ہوا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوئی ہو تو وہ سامنے آئے اور اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا چنانچہ اس کا اعلان ہوا اور حضرت امام باقرؑ تشریف لائے۔ عمر بن عبد العزیز کے غلام مزاحم نے انہیں اطلاع دی کہ حضرت محمد بن علی بن الحسینؑ تشریف لائے ہیں تو انہیں نے غلام سے کہا کہ ان کو اندر لے آؤ امام تشریف لائے تو عمر بن عبد العزیز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ امامؑ نے فرمایا: اے عمر بن عبد العزیز کیوں رو رہے ہو؟ تو انہیں نے عرض کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ہشام کی فلاں فلاں باتوں نے رلا دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اے عمر بن عبد العزیز دبیا ایک بازار

ہے جس سے لوگ اپنے فائدے کی چیزیں بھی خریدتے ہیں اور نقصان کی بھی اور کتنے وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا دھوکہ دیتی ہے وہ نقصان کا سودا خرید لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی سر پر موت آکھڑی ہوتی ہے تب وہ سمجھتے ہیں کہ کیا ہوا آخر کار دنیا سے ناکام اور لائق ملامت ہو کر چلے جاتے ہیں جبکہ انہوں نے آخرت سے کچھ نہیں پایا اور ان لوگوں کے لئے جمع کیا جنہوں نے مرنے کے بعد ان کی تعریف نہیں کی اور اس خدا کی طرف لوٹ گئے جو ان کا عذر قبول نہیں کرے گا۔ خدا کی قسم ہم ہی وہ ہیں جو لوگوں کے ان نیک اعمال کی طرف نگاہ رکھتے ہیں جو اعمال اچھے اور قابل رشک ہوتے ہیں ہم ان اعمال میں ان لوگوں کی موافقت کرتے ہیں لیکن جو بُرے ہوتے ہیں تو ہم ان سے ڈرتے ہیں اور انجام نہیں دیتے۔ لہٰذا خدا سے ڈرتے رہو اور دو باتوں کا خیال رکھو ایک تو یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جن کو تم چاہتے ہو کہ وہ اس وقت تمہارے ساتھ ہوں جب تم خدا کے سامنے پیش کیے جاؤ تو انہیں اپنے جانے سے پہلے بھیج دو اور دوسرے یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے جب تم خدا کے پاس جاؤ تو ان اعمال کا بدلہ تلاش کرو اور ایسے سرمائے کی طرف نہ جاؤ جو تم سے پہلے لوگوں پر تباہی و بربادی کے سنگ گراں گرا چکا ہے جبکہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ آپ ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ اے عمر اللہ سے ڈرو اور دروازے کھلے رکھو، اور دربانوں کو ہٹا دو، مظلوم کی مدد کرو اور ظالم کے ظلم سے اس کو بچائے رکھو۔

اسکے بعد امامؑ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کے پاس ہوں تو اس کا خدا پر کامل ایمان ہے یہ سن کر عمر ابن عبد العزیز گھٹنوں کے بل گر گیا اور کہا کہ اے اہل بیت نبوت ارشاد فرمائے آپ نے فرمایا: جب کوئی شخص کچھ پسند کرے تو ایسا نہ ہو کہ اس کی خوشی اور پسندیدگی اس کو باطل کی طرف کھینچ لے یعنی باطل کے حصول میں اپنی خوشی کو مد نظر نہ رکھے اور جب وہ غصّہ کی حالت میں ہو تو ایسا نہ ہو کہ وہ غصّہ اس کو راہ راست اور حق سے منحرف کر دے اور جب

کسی چیز پر قادر ہو تو وہ چیز نہ لے جس کا وہ مالک نہ ہو امامؑ کے یہ ارشادات سن کر عمر بن عبد العزیز نے قلم اور دوات منگایا اور لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: اس تحریر کے ذریعے عمر ابن عبد العزیز نے فدک کو جو ظلم و ناانصافی سے لیا گیا تھا حضرت امام محمد باقرؑ کو واپس کیا۔ (۲۵) مناقب ابن شہر اشوب میں معاذ نے اس طرح مروی ہے۔ (۲۶) اور والی مدینہ ابو بکر بن عمرو بن حزم کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ فدک واپس کر دیا جائے۔ (۲۷) جس کے جواب میں والی مدینہ نے لکھا کہ فرزندان فاطمہؑ آل عثمان و آل فلان و آل فلان نے پراگندہ ہیں اس صورت میں فدک کس کو واپس کیا جائے عمر بن عبد العزیز نے جواب میں لکھا۔ امابعد:

اگر تم کو ایک گائے کا قربانی کا حکم دیا جائے تو کیا اس کا رنگ بھی معلوم کرو گے کہ کس رنگ کی گائے قربان کی جائے اور بنی اسرائیل کی طرح بہانہ تراشی کرو گے اس خط کے ملتے ہی فورن فدک علیؑ و فاطمہؑ کی ذریت کے حوالے کر دو۔

عمر بن عبد العزیز کے اس کام پر بنی امیہ بہت خشمگین ہوئے اور اس کے اس فعل پر اس کی کافی سرزنش کی انہوں نے کہا کہ تم نے یہ کام انجام دے کر شیخین کی سیرت سے انحراف کیا ہے اور یہ بھی ملتا ہے کہ عمرو ابن قیس کوفی ایک گروہ کے اس کے پاس آیا اور فدک واپس کرنے سے سخت ممانعت کی۔

عمر ابن عبد العزیز نے جواب میں کہا کہ تم نہیں جانتے اور اگر جانتے ہو تو تم نے بھلا دیا ہے۔ لیکن میں نے فراموش نہیں کیا میں صحیح طریقہ سے جانتا ہوں کہ ابو بکر محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرا ٹکرا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا مجھے غضبناک کیا جس نے اسے خوشنود کیا مجھے خوشنود کیا۔ ان تمام باتوں کو در گزر کرتے ہوئے شیخین کے عہد خلافت میں فدک ایک ہی جگہ ان کے قبضے

میں تھا یہاں تک کہ ایک عرصہ کے بات مروان کو عطا کر دیا گیا۔ اور اس نے میرے باپ عبد العزیز کو بخش دیا اور میرے باپ کے بات میرے بھایئوں میں تقسیم ہو گیا میں نے ان سے خواہش کی کہ وہ اپنا اپنا حصہ مجھے فروغ کر دیں، میرے بھائیوں میں سے بعض نے مجھے بخش دیا اور بعض سے میں نے خرید لیا تا کہ مکمل فدک میرے تحت تصرف آجائے جب مکمل فدک میرے قبضہ میں آگیا تو میں نے اسے فرزندان فاطمہؑ کو واپس کیا۔

جس وقت عمرو بن قیس نے خلیفہ کی یہ بات سنیں تو کہا اگر آپ ہماری کوئی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو کم از کم اتنا ضرور کرے کہ زمین آپ کی ملکیت میں رہے اور اس کی درآمد اولاد فاطمہ پر تقسیم کر دیا کریں۔ عمر بن عبد العزیز کے بعد فدک یزید ابن عبد الملک کے قبضہ میں چلا گیا اور اس کے بعد سے بنی امیہ کی حکومت ختم ہونے تک فدک بنی مروان کے قبضہ میں رہا۔

جب عمر ابن عبد العزیز خلافت پر قابض ہوا تو اس نے اپنے کارندوں کو مدینہ بھیجا اور حکم دیا کہ فدک اولاد فاطمہ کو واپس کر دیا جائے اس کے بعد کچھ عرصہ تک فدک اولاد فاطمہ کے قبضے میں رہا لیکن جب یزید ابن عبد الملک خلیفہ بنا تو اس نے فدک واپس لے لیا اور خود اس کا مالک بن بیٹھا ۔یعنی ابن عبد العزیز کے مرنے کے بعد فدک بنی مروان کے قبضے میں چلا گیا اور امویوں کی حکومت کے خاتمہ تک انہی کے قبضے میں رہا۔

اموی حکومت کا خاتمہ سن ۱۳۲ ہجری میں ہوا اور اسی ہجری میں جب ابو العباس سفاح جو پہلا عباسی خلیفہ تھا، مسند خلافت پر بیٹھا تو اس نے فدک عبد اللہ ابن حسن بن حسنؑ کے قبضے میں دی دیا۔ لیکن ابو جعفر منصور دوانقی سن ۱۳۶ ہجری میں اولاد فاطمہؑ سے ناراض ہو گیا اور فدک کو ان سے واپس لے لیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے مہدی عباس نے سن ۱۵۸ ہجری میں فدک جناب فاطمہ زہراؑ کے فرزندوں کو واپس دیدیا لیکن اس کے بیٹے موسیٰ اور ہارون نے سن ۱۷۰ ہجری میں

پھر سے واپس لے لیا۔

سن ۲۱۰ ہجری میں جب مامون نے عہد خلافت کو اپنے قبضے میں لے لیا تو تمام فرزندان فاطمہؑ مامون کے پاس آئے اور اس نؤسے کہا کہ فدک ہماری ماں فاطمہؑ کی ملکیت تھا مامون نے ۲۰۰ علماء حجاز و عراق جمع کیا اور ان کے سامنے قضیہ فدک پیش کیا، گفتگو کافی طویل ہو گئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا اسی کشمکش میں مامون نے ہزار ہا دانشمندوں کو حاضر کیا جنہوں نے آیہ کریمہ (وات ذا القربی حقہ۔۔۔کے شان نزول کو نقل کیا اور دوسری بہت سی دلیلیں پیش کیں جس کے بعد مامون اس نتیجہ پر پہنچا کہ فدک جناب فاطمہؑ کی ملکیت تھا اور در حقیقت آپ ہی اس کی مالک ہیں۔(۲۸)اس ثبوت کے لئے وہ حکم نامہ کافی ہے جس میں قثم بن جعفر (حاکم مدینہ) کو لکھا کہ رسول اسلام ﷺ نے فدک فاطمہ زہراؑ کو عطا کیا اور یہی ہی نہیں بلکہ زمان پیغمبر ﷺ میں شہرہ آفاق تھا کہ فدک ملکیت فاطمہ زہراؑ ہے۔ جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے خاندان جناب فاطمہؑ میں سے کوئی بھی شخص اس میں اختلاف نہیں کرتا، اور جناب فاطمہ زہراؑ نے اپنے حین حیات اس کا مطالبہ بی کیا اور ان کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے جن سے راستگو اپنے دعوائے میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

☆مامون کی طرف سے شاہی حکم نامہ

جب سن ۲۱۰ ہجری آئی تو مامون عبد اللہ بن ہارون رشید نے حکم دیا کہ فدک اولاد فاطمہؑ کو دیدیا جائے، یہ حکم نامہ اس نے گورنر بن جعفر کو لکھا۔ اما بعد : میں اپنی اس اعتبار سے جو دین الہیٰ میں مجھے حاصل ہے نیز بطور خلیفہ و جانشین اور رسول اللہ ﷺ کا قرابت دار ہونے کے لحاز سے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کے طریقے پر عمل کروں اور ان کے احکام کو جاری کروں اور رسول خدا ﷺ نے جو شے یا صدقہ کسی کو عطا کیا ہے واپس دے دوں امیر المومنین کی پرہیزگاری اور توفیقات سب خدا کی طرف سے ہیں اور اس وقت امیر المومنین کی یہ خواہش ہے

کہ وہ ایساکام انجام دے جسے رضائے خداوندی حاصل ہو۔ غور طلب بات یہ ہے کہ رسول ﷺ نے اپنی لخت جگر فاطمہؑ کو فدک ہبہ کیا تھااور فدک انہی کی ملکیت میں تھااور یہ ایک ایسا صریح واقعہ ہے کہ جس میں رسول ﷺ کے رشتہ داروں میں سے کسی کو اختلاف نہیں ہے امیر المومنین اس امر کو حق سمجھتے ہیں کہ فدک جناب فاطمہؑ کے وراثاء کو واپس دیا جائے تاکہ خداوند تعالی کی صفت عدل و حق کو قائم کر کے اس کا تقرب حاصل کر سکیں۔ لہٰذاامیر المومنین (مامون) حکم دیتے ہیں: فدک واپس کرنے کی وضاحت لکھ کر تمام حکام اور عمال کے پاس بھیج دی جائے جب سے رسول ﷺ نے رحلت فرمائی ہے یہ رسم رہی ہے کہ مختلف موقعوں پر (موسم حج) تمام لوگوں کو دعوت دی جاتی تھی کہ جب کسی کو رسول ﷺ نے صدقہ دیا ہو یا ہبہ کیا ہو وہ آن کر بیان کرے اور اس کے قول کو قبول کر لیا جاتا تھا۔ اس صورت میں جناب فاطمہ (س) زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے قول کو قبول کیا جائے جو ہبہ فدک سے متعلق ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بخشا امیر المومنین (مامون) نے اپنے غلام مبارک طبری کو حکم نامہ لکھا ہے کہ فدک حضرت فاطمہ (س) کے وارثوں کو مع اس کی تمام حدود و حقوق پیداوار غلامون کے ساتھ واپس دے دیدیا جائے۔ محمد بن یحیٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ اور محمد بن عبد اللہ بن حسنؑ بن علی بن ابی طالبؑ کو امیر المومنین (مامون)، جناب فاطمہ (س) کی طرف اس زمین کا ذمہ دار اور مالک و وارث مقرر کرتے ہیں۔(۲۹) پس تم آگاہ ہو جاؤ کہ امیر المومنین کی رائے ہے اور خدا کی طرف سے ان کی ذہن میں یہ آئی ہے تاکہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی حاصل کر سکتے تم لوگوں کا فریضہ ہے کہ ہجو تمہارے ماتحت ہیں ان کو بھی اس امر سے ضرور آگاہ کرو۔ محمد بن یحیٰ اوور محمد بن عبداللہ کے ساتھ بھی وہی رویہ رکھو جو اس سے پہلے امیر المومنین کے کارکن ''مبارک طبریٰ'' کے ساتھ رکھتے تھے اور مزرعہ کے سلسلے میں ان دونوں کوایسے ہی مدد پہونچاتے رہو، جس

طرح سے مبارک کو مدد پہونچاتے رہے ہو۔ تاکہ ان زمینوں کی زرخیزی اور پیداوار میں زیادتی ہو اور ان کی منفعت بڑھنے میں مشیت ایزدی کا اجراء ہو ۔(۳۰)
اگر فدک پر جناب فاطمہ (س) کا قبضہ نہیں تھا اور فدک ان کی ملکیت نہیں تھی تو اموی خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز اور سب سے پہلا عباسی خلیفہ ابو العباس اور حافظ قرآن عبداللہ مامون نے فدک اولاد فاطمہ کو واپس کرنے کے لئے دنیا بھر کے علماء اور دانشوروں کو اکٹھا کیوں کیا؟ اور فاطمہ (س) کا حق بجانب ہونا ثابت کرکے فدک واپس کیوں کیا؟ اگر بی بی کا حق نہیں تھا تو علماء اور دانشوروں کا فیصلہ اس کے برخلاف ہی ہوتا اور ایسا ہوا نہیں، آخر ایسا کیوں؟ لہٰذا یہ تمام تر گفتگو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ فدک پر جناب فاطمہ (س) کا مکمل قبضہ تھا اور مامون خلیفہ عباسی اور دیگر خلفاء نے بھی یوں ہی بغیر کسی تحقیق و جستجو کے فدک واپس نہیں کیا بلکہ جب ہزاروں دانشوروں، علماء اور فقہاء نے یہ ثابت کردیا کہ فدک فاطمہ کی ملکیت ہے تب کہیں جاکر واپس کیا ہے۔

قطع کلام

جناب زہراءؑ نے ارادہ کرلیا کہ اس کے باوجود بھی اپنے مبارزے کو باقی رکھیں، اپنے اس پروگرام کے لئے انہوں نے قطع کلام کرنے کا فیصلہ کرلیا اور رسمی طور پر جناب ابوبکر کے متعلق اعلان کردیا کہ اگر تم میرا فدک واپس نہیں کروگے تو میں تم سے جب تک زندہ ہوں گفتگو اور کلام نہیں کروں گی۔ آپ کا جہاں کہیں بھی جناب ابوبکر سے آمنا سامنا ہوجاتا تو اپنا منھ پھیر لیتیں اور ان سے کلام نہ کرتی تھیں۔ (۳۱) مگر جناب فاطمہؑ ایک عام فرد نہ تھیں کہ اگر انہوں نے اپنے خلیفہ سے قطع کلامی کی تو وہ چنداں اہمیت نہ رکھتی ہو؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزیز بیٹی رسول خدا(ص) کی حد سے زیادہ محبت کسی پر پوشیدہ نہ تھی۔ آپ وہ ہے کہ جس کے متعلق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جو اسے اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی ہے۔ (۳۲) اور آپ فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ ان عورتوں میں سے ہیں کہ جن کے دیدار کے لئے بہشت مشتاق ہے۔ (۳۳) اور

آپ فرماتے تھے کہ اگر فاطمہؑ غضب کرے تو خداوند عالم غضب کرتا ہے (۳۴)

جی ہاں پیغمبر (ص) اور خدا کی محبوب خاتون نے جناب ابو بکر سے قطع کلامی کا مبارزہ کر رہا ہے آپ ان سے بات نہیں کرتیں آہستہ آہستہ لوگوں میں شائع اور مشہور ہو گیا کہ پیغمبر (ص) کی دختر جناب ابو بکر سے رٹھی ہوئی ہے اور ان پر خشمناک ہے۔ مدینہ کے باہر بھی لوگ اس موضوع سے باخبر ہو چکے تھے تمام لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے تھے کہ جناب فاطمہؑ کیوں خلیفہ کے ساتھ بات نہیں کرتیں؟ ضرور اس کی وجہ وہی فدک کا زبردستی لے لینا ہوگا۔ فاطمہؑ جھوٹ نہیں بولتیں اور اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف کسی پر غضبناک نہیں ہوتیں کیونکہ پیغمبر خدا (ص) نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کی اگر فاطمہؑ غضب کرے تو خدا غضب کرتا ہے۔ اس طرح ملت اسلامی کے احساسات روز بروز وسیع سے وسیع تر ہو رہے تھے اور خلافت کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ خلافت کے کارکن یہ تو کر سکتے تھے کہ جناب فاطمہؑ کے قطع روابط سے چشم پوشی کر لیتے جتنی انہوں نے کوشش کی کہ شاید وہ صلح کرادیں ان کے لئے ممکن نہ ہو سکا۔ فاطمہؑ اپنے ارادے پر ڈٹی ہوئی تھیں اور اپنے منفی مبارزے کو ترک کرنے پر راضی نہ ہوتی تھیں۔

جب جناب فاطمہؑ بیمار ہوئیں تو جناب ابو بکر نے کئی دفعہ جناب فاطمہؑ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن اسے رد کر دیا گیا، ایک دن جناب ابو بکر نے اس موضوع کو حضرت علیؑ کے سامنے پیش کیا اور آپ سے خواہش کی آپ جناب فاطمہؑ کی عیادت کا وسیلہ فراہم کریں اور آپ سے ملاقات کی اجازت حاصل کریں۔ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ کے پاس گئے اور فرمایا اے دختر رسول (ص) جناب عمر اور ابو بکر نے ملاقات کی اجازت چاہی ہے آپ اجازت دیتی ہیں کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں، جناب زہرا (ع) حضرت علی (ع) کے مشکلات سے آگاہ تھیں آپ نے جواب دیا، گھر آپ کا ہے اور میں آپ کے اختیار میں ہوں جس طرح آپ مصلحت دیکھیں عمل کریں یہ فرمایا اور اپنے اوپر چادر ان لی اور اپنے منھ کو دیوار کی طرف کر دیا۔

جناب ابو بکر اور عمر گھر میں داخل ہوئے اور سلام کیا اور عرض کی اے پیغمبر ﷺ کی دختر ہم اپنی

غلطی کا اعتراف کرتے ہیں آپ سے خواہش کرتے ہیں کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ میں ایک بات تم سے پوچھتی ہوں اس کا مجھے جواب دو، انہوں نے عرض کی فرمایئے آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں۔ کہ آیا تم نے میرے باپ سے یہ سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی ہے انہوں نے عرض کیا ہاں ہم نے یہ بات آپ کے والد سے سنی ہے اس وقت آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے خدا گواہ رہ کہ ان دو آدمیوں نے مجھے اذیت دی ہے ان کی شکایت تیری ذات اور تیرے پیغمبر (ص) سے کرتی ہوں میں۔ ہر گز راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ اپنے بابا سے جا ملوں اور وہ اذیتیں جو انہوں نے مجھے دی ہیں ان سے بیان کروں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں جناب ابوبکر جناب زہرا (ع) کی یہ بات سننے کے بعد بہت غمگین اور مضطرب ہوئے لیکن جناب عمر نے کہا اے رسول (ص) کے خلیفہ، ایک عورت کی گفتگو سے ناراحت ہو رہے ہو۔ (۳۵)

یہاں پڑھنے والوں کے دلوں میں یہ بات آسکتی ہے کہ وہ کہیں کہ گرچہ جناب ابوبکر نے جناب فاطمہؑ سے فدک لے کر اچھا کام نہیں کیا تھا لیکن جب وہ پشیمانی اور ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تو اب مناسب یہی تھا کہ ان کا عذر قبول کر لیا جاتا لیکن اس نکتہ سے غافل نہیں رہنا چاہیئے کہ حضرت فاطمہؑ کے مبارزے کی اصلی علت اور وجہ خلافت تھی فدک کا زبردستی لے لینا اس کے ذیل میں آتا تھا اور خلافت کا غصب کرنا ایسی چیز نہ تھی کہ جسے معاف کیا جاسکتا ہو اور اس سے چشم پوشی کی جاسکتی ہو اور پھر جناب فاطمہؑ جانتی تھیں کہ حضرت ابوبکر یہ سب کچھ اس لئے کہہ رہے ہیں تاکہ اس اقدام سے عوام کو دھوکہ میں رکھا جاسکے اور وہ اپنے کردار پر نادم اور پشیمان نہ تھے کیونکہ ندامت کا طریقہ عقلا کے لحاظ سے یہ تھا کہ وہ حکم دیتے کہ فدک کو فوراً جناب فاطمہؑ کے حوالے کر دو اور اس کے بعد وہ آتے اور معافی کی خواہش کرتے۔

منابع ومآخذ

۱۔ تاریخ فدک، ص ۴۶
۲۔ سید شرف جرجانی، شرح مواقف، ص ۷۳۵؛ روضۃ الصفاء، ص ۳۷۷؛ ملا معین کاشفی، معارج النبوۃ، رکن ۴، ص ۲۲۱
۳۔ شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۹، ص ۵۲۵، روایت ۱۲۶۲۹
۴۔ محدث قمی، سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۳۵۱؛ ناسخ التواریخ، حضرت فاطمہ زہراؑ، ص ۱۲۱
۵۔ سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابن داود، کتاب الخراج والامارہ والفی، حدیث ۲۵۸۰(
۶۔ ابن ابی الحدید معتزلی، شرح نہج البلاغہ، ج ۴، خطبہ کانت بایدینا فدک، ص ۱۰۸
۷۔ علی بن برہان الدین، سیرۃ الحلبیہ، ج: ۳ص: ۴۸۸
۸۔ مولانا شبلی، الفاروق، ج ۲، ص: ۲۵۶تا ۲۵۷
۹۔ سیرت الحلبیۃ، ج ۳، ص ۳۹۱(
۱۰۔ شیخ طوسی، تلخیص الشافی، ص ۴۸؛ احمد علی عسقلانی، لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۶۸؛ وفاۃ الصدقہ الزہؑ، ص ۸۷
۱۱۔ روضۃ الصفاء منقول المطاعن: ص ۲۰۳
۱۲۔ محمد بن خواند میر، تاریخ السیر، ج ۱، جزء سوم، ص ۵۸ (غزوہ خیبر(
۱۳۔ تاریخ فدک، ص ۱۲۷
۱۴۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۱۱۷
۱۵۔ سورہ نمل آیت ۱۶
۱۶ً: سورۃ مریم، آیت ۵

۱۷۔ تاریخ فدک ص ۲۵۵

۱۸۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۱۱۸

۱۹ : معجم البلدان، حرف فاء؛ وفاء الوفا، ج ۲، ص ۱۶۰؛ شرح ابن ابی الحدید، ف ۱۶، ص ۲۶۱

۲۰ : اعلام النساء، ج ۴، ص ۱۲۰

۲۱ : سنن بیہقی، ج ۶، ص ۳۰۱

۲۲ : فتوح البلدان، ص ۴۵: شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۱۴۴

۲۳ : بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۳۲۶

۲۴ : بحار الانوار، اردو، ج ۵، ۴، ص ۱۱۳

۲۵ : شیخ صدوق، الخصال ج ۱، ص ۵۱

۲۶ : المناقب، ج ۳، ص ۳۳۷

۲۷ : شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۱۴۴، رد فدک الی ولد فاطمہ وکتب الی والیہ علی المدینہ یامر بذلک۔

۲۸ : تاریخ فدک، ص ۷۵

۲۹ : تاریخ فدک، ص ۷۸

۳۰ : فتوح البلدان، ص ۴۶؛ وفاء الوفاء، ص ۹۹۱؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۱۱۲؛ احمد برادر، مالکیت در اسلام، ج ۲، ص ۱۳۷

۳۱ : کشف الغمہ، ج، ۲ص ۱۰۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۴۶

۳۲ : صحیح مسلم، ج ۴، ص ۱۰۳

۳۳ : کشف الغمہ، ج ۲، ص ۹۲

۳۴ : کشف الغمہ، ج ۲، ص ۸۴

۳۵ : فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون، ص: ۲۱۰؛ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۹۸